پروفیسر امتیاز محمد سعید

امام بخاریؒ اور ان کی خدمتِ حدیث

محدثین کرام کی جماعت میں امام بخاریؒ وہ بزرگ ہیں ۔ جنھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، آپؐ کی سیرت اور اسوۂ حسنہ نیز آپؐ کے اصحاب وہ دیگر ان نامور اسلام کے مستند و صحیح سوانح جمع کرنے کا التزام بڑے اہتمام سے کیا اور اس عظیم بالشان کام کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔

امام المحدثین محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ البخاریؒ خراسان کے مشہور شہر بخارا میں بتاریخ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ عجمی النسل اور فارسی الاصل تھے۔ آپ کے پردادا المغیرہ نے حاکم بخارا یمان جعفی کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ آپ کے والد ابوالحسن اسماعیل بڑے پاکیزہ نفس صاحبِ تقویٰ اور بلند پایہ محدث تھے۔ انھوں نے امام مالکؒ، حماد بن زید، ابومعاویہ اور دیگر اعیانِ زمانہ سے احادیث روایت کیں اور احمد بن حفص، نصر بن الحسین اور دیگر اہلِ عراق ان کے شاگرد تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ بھی نیک اور عابدہ تھیں۔ شاہ عبدالعزیز بستان المحدثین میں نقل کرتے ہیں کہ زمانۂ طفولیت میں امام بخاریؒ آنکھوں سے محروم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ کی دعاؤں کے اثر سے بیماری دوبارہ عطا کی۔ علم و فضل اور زہد و تقویٰ امام بخاری کو والدین سے ورثہ میں ملا۔

حفظِ حدیث کا شوق

امام بخاریؒ ابھی طفلِ مکتب ہی تھے جبکہ انھیں حفظِ حدیث کا شوق پیدا ہوا۔ محمد بن وراق کہتے ہیں کہ امامؒ کی عمر اس وقت دس برس کے لگ بھگ تھی۔ مکتب سے فارغ ہو کر امام صاحبؒ بخارا کے مشہور عالم اور محدث امام داخلی کی خدمت میں پہنچے اور ان سے حدیث کا استماع شروع کیا۔ ابتدا ہی سے آپ کو یہ شوق بھی پیدا ہو گیا کہ صحیح حدیث کو غیر صحیح سے الگ کریں۔ احادیث کے علل کو پہچانیں۔ رواۃ حدیث کے حالات سے مکمل آگاہی حاصل کریں، ان کی عدالت، ضبط، دیانت، صدق، طرزِ معاشرت

جائے سکونت، سن ولادت اور سن وفات سے پوری پوری واقفیت رکھیں۔ پھر سلسلہ رواۃ کو ایک دوسرے سے ملاکر ان کی جانچ پڑتال کریں اور ان کے اتصال و انقطاع پر عبور حاصل کریں۔ نیز احادیث سے مسائل کا استنباط کریں اور آیاتِ قرآنیہ کو احادیث پر تطبیق دیں۔

اس ضمن میں آپ کے زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔ آپ کی عمر گیارہ برس تھی۔ ایک روز امام داخلی لوگوں کو حدیث کا درس دے رہے تھے کہ زبان سے نکلا "سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم"۔ امام بخاری فوراً بول اٹھے کہ ابوالزبیر تو ابراہیم سے روایت نہیں کرتے۔ امام داخلی نے ان کی بات کو تسلیم نہ کیا اور اصل نسخہ دیکھنے مکان میں تشریف لے گئے۔ پھر باہر آکر امام بخاریؒ سے کہا، بے شک وہ غلط تھا مگر آپ یہ بتائیں کہ صحیح کس طرح ہے؟ آپ نے عرض کیا "سفیان عن الزبیر بن عدی عن ابراہیم"۔ امام داخلی یہ سن کر حیران رہ گئے اور کہا واقعی ایسا ہی ہے۔

ابتدائی شیوخ

امام بخاریؒ نے ابتداً بخارا ہی کے شیوخ سے علم حاصل کیا۔ ان میں امام داخلی کے علاوہ محمد بن سلام بیکندی، محمد بن یوسف بیکندی، عبداللہ بن محمد مسندی، ابراہیم بن الاشعث، وغیرہم خاص امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے سولہ برس کی عمر میں ہی ان شیوخ سے حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ حاصل کرلیا۔ آپ نے عبداللہ بن مبارک اور وکیع کی سب کتابیں ازبر کرلیں۔ علامہ سلیم بن مجاہد جب محمد بن سلام بیکندی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امام بخاریؒ کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اسے ستر ہزار احادیث یاد ہیں۔ علامہ موصوف نے امام بخاریؒ سے ملاقات کی اور خود اس بات کی تحقیق کی۔ امام بخاریؒ نے ان سے فرمایا کہ مجھے نہ صرف اس قدر احادیث یاد ہیں، بلکہ میں ان کی اسناد اور راویوں کے حالات سے بھی واقف ہوں۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب آپ کی عمر سولہ برس تھی اور آپ نے ہنوز اپنے وطن بخارا سے باہر قدم نہیں رکھا تھا۔

آپ کے شیخ محمد سلام بیکندی نے آپ کو اپنی کتاب تصحیح کے لیے دی۔ کسی نے تعجب سے پوچھا کہ امام بخاریؒ آپ کی کتاب کی تصحیح کریں؟ جواب دیا "نعم: ھٰذا الذی لیس مثلہ" (ہاں! یہ وہ ہیں جن کی نظیر نہیں) حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ امام صاحب کے شیخ کہا کرتے تھے کہ امام بخاریؒ

جب میرے درس میں آتے تو میں متحیر ہو جاتا ہوں اور بیانِ حدیث میں مجھے خوف آتا ہے۔

طلب حدیث کے لیے سفر

محدثین کی اصطلاح میں وہ سفر جو حدیث یا حدیث کی اسناد عالی حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، اسے رحلت کہا جاتا ہے۔ بخارا کے تمام محدثین سے استماعِ حدیث کے بعد آپ نے بہ سفر کیے۔ اس وقت فتوحات کی کثرت اور اسلامی مقبوضات کی وسعت کی وجہ سے تابعین و تبع تابعین، دُور دراز ملکوں میں پھیل چکے تھے۔ تمام عالم اسلامی میں علوم اسلامیہ کے چرچے تھے اور کوئی قابلِ ذکر شہر یا قصبہ ایسا نہ تھا جہاں حدیث و روایت کے دفتر نہ کھلے ہوں۔ ہر جگہ محدثین درسِ احادیث نبوی میں مشغول تھے۔ امام بخاریؒ نے سخت ترین سفروں کے مصائب برداشت کر کے علمِ حدیث کی تکمیل کی۔

امام بخاریؒ نے اپنی عمر کے سولہویں برس ۲۱۰ھ میں اس سفر کا آغاز کیا اور سب سے پہلے آپ نے مرکزِ اسلام مُلک حجاز کا قصد کیا۔ اس سفر میں آپ کی والدہ اور بڑے بھائی احمد بھی ساتھ تھے۔ انھوں نے حج سے فارغ ہو کر وطن کا قصد کیا مگر امام صاحب احادیثِ نبوی اور دیگر علومِ اسلامی کے شوق میں مکہ معظمہ میں رہ پڑے۔ آپ نے یہاں کے ممتاز شیوخ امام ابوالولید احمد بن الازرقی عبداللہ بن یزید، اسماعیل بن سالم الصائغ، ابوبکر عبداللہ بن الزبیر، علامہ حمیدی اور دیگر اکابرین سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے ۲۱۲ھ میں مدینہ کا رُخ کیا اور یہاں ابراہیم بن المنذر، مطرف بن عبداللہ، ابراہیم بن حمزہ، ابو ثابت، محمد بن عبداللہ، عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی وغیرہ شیوخ سے مستفیض ہوئے۔

حجاز کے بعد آپ نے پہلے بصرہ اور پھر کوفہ کا سفر کیا اور یہاں کے مشاہیر شیوخ سے آپ استفادہ کرتے رہے۔ بصرہ کا سفر آپ نے چار بار کیا اور کوفے متعدد بار گئے۔ اس کے بعد آپ نے خلافتِ عباسیہ کے دارالسلطنت اور مرجع علوم بغداد کا قصد کیا۔ بغداد آپ کئی بار گئے اور وہاں کے شیوخ سے استفادہ کیا، جن میں امام احمد بن حنبلؒ کا نام خاص قابلِ ذکر ہے۔ پھر آپ شام، مصر، جزیرہ، اقطاع خراسان، مرو، بلخ، ہرات، نیشاپور، رے، جبال اور مضافات بخارا، سمرقند، تاشقند وغیرہ امصار و بلاد گئے اور مشاہیر شیوخ سے تحصیلِ حدیث کی۔

امام بخاریؒ کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ جعفر بن محمد بن حطان کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاریؒ کو یہ فرماتے سنا کہ "میں نے ایک ہزار سے زائد اساتذہ سے احادیث لکھیں اور میں بغیر سند کوئی حدیث یاد نہیں رکھتا۔" امام بخاریؒ کے متعدد اساتذہ ایسے ہیں جو امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے شیوخ کے ہم طبقہ ہیں۔ مثلاً محمد بن عبداللہ الانصاری، مکی بن ابراہیم، علی بن عیاش، ابونعیم فضل، عبیداللہ بن موسیٰ، عصام بن خالد اور خلاد بن یحییٰ السلمی وغیرہم۔ گویا امام بخاریؒ نے شعبہ اور ان کے ہم طبقہ شیوخ سے حدیث لی جو امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے اساتذہ تھے۔

شہرت و قبولیت

امام بخاری کو اللہ تعالیٰ نے لازوال شہرت اور غیر معمولی عزت عطا کی، جب وہ اپنے علمی سفر سے واپس بخارا پہنچے تو تمام اہلِ بخارا آپ کے استقبال کے لیے اُمڈ پڑے۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ جب نیشاپور میں آپ کے آنے کی خبر پہنچی تو اہلِ نیشاپور نے دو دو، تین تین منزل پر جاکر آپ کا استقبال کیا اور آپ شہر میں اس شان و شوکت سے لائے گئے کہ آج تک نہ کسی حاکم اور نہ کسی عالم کو یہ عزت نصیب ہوئی۔

مقدمہ فتح الباری، تہذیب الاسماء، طبقات کبریٰ اور طبقاتِ حنابلہ اور دیگر کتب میں امام بخاری کی قوتِ حافظہ کے امتحان کا ایک واقعہ لکھا ہے جو بغداد میں پیش آیا۔ بغداد کے تمام محدثین نے جمع ہو کر سو احادیث کو اس طرح خلط ملط کیا کہ ایک کی سند دوسری کے متن کے ساتھ ملا دی، پھر ان کو دس آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ امام بخاری جب تشریف لاتے تو شہر بھر کے اہلِ کمال جمع ہوئے اور مجمع عام میں اُن کا امتحان لیا گیا۔ پہلے آدمی نے ایک حدیث پڑھی تو امام صاحب نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں، پھر دوسری حدیث پڑھی تو آپ نے پھر وہی جواب دیا، حتیٰ کہ تمام کی تمام احادیث پڑھی گئیں مگر امام صاحب کا جواب وہی ایک جملہ تھا کہ مجھے معلوم نہیں۔ مجمع میں بعض ناواقف لوگ خیال کرنے لگے کہ امام صاحب عاجز آ گئے ہیں، مگر امام صاحب سب کچھ سمجھ چکے تھے۔ اسی وقت کھڑے ہوتے اور پہلی حدیث کو اصل سند کے ساتھ سنا دیا، پھر اسی طرح دوسری اور تیسری حتیٰ کہ سب احادیث کو ترتیب وار اصل سندوں کے ساتھ پڑھ کر سنا دیا۔ صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ آپ کے اس خداداد حافظہ ذکاوت اور تبحر علمی کو دیکھ کر لوگ حیرت زدہ ہو گئے اور انھیں امام صاحبؒ

کے کمالات کا یقین ہوگیا۔

امام صاحب بصرہ تشریف لے گئے تو یوسف بن مروزی کہتے ہیں کہ شہر میں ایک کہرام مچ گیا۔ اور جامع بصرہ میں ایک نقیب کو پکارتے سنا گیا۔ "علم والو! محمد بن اسماعیلؒ بخاری پہنچ گئے ہیں۔" پھر کیا تھا لوگ تعظیم کے لیے ٹوٹ پڑے۔ لوگوں نے آپ کے گرد حلقہ بنا لیا اور درخواست کی کہ آپ ہمارے لیے املا کرائیں۔ آپ نے درخواست منظور فرمائی تو نقیب نے مجلس املا کے انعقاد کی اطلاع عام کی۔ تمام فقہا، متکلمین، محدثین اور حفاظ بڑی تعداد میں پہنچ گئے اور تھوڑی دیر میں ہزاروں کا مجمع ہوگیا۔ امام بخاریؒ جو ابھی نوجوان ہی تھے منبر پر رونق افروز ہوئے اور بصرہ ہی کی ایسی ایسی احادیث کی املا کرائی کہ لوگ دنگ رہ گئے۔

خدماتِ حدیث

ایک محدث کے لیے علم تاریخ، انساب، موالید و غیات، احادیث کے علل غامضہ پر عبور، مراتب جرح و تعدیل کی شناخت اور قوتِ اجتہاد میں کمال حاصل ہونا ضروری ہے۔ امام بخاریؒ میں یہ سب خوبیاں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ امام اسحٰق بن راہویہ کا قول ہے: "اے اہلِ حدیث جماعت! اس نوجوان سے فنِ حدیث لو، کیونکہ اگر یہ نوجوان امام حسن بصریؒ کے زمانہ میں ہوتا تو وہ اس کے محتاج ہوتے۔"

امام بخاریؒ نے یوں تو ابتدا ہی سے خدمتِ حدیث کو اپنا شعار بنا لیا تھا مگر علوم مذکورہ بالا میں کمال حاصل کرنے کے بعد آپ نے باقاعدہ طور پر یہ خدمت انجام دینا شروع کی۔ آپ نے علم حدیث کی خدمت دو طرح سے انجام دی۔ ایک درسِ حدیث اور دوسرے کتب احادیث کی تصنیف۔

درسِ حدیث

امام بخاریؒ اٹھارہ برس کے تھے کہ آپ کو درسِ حدیث کے لیے مجبور کیا گیا اور آپ درس دینے لگے۔ آپ کے شاگرد وراق کہتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں درس دینے کے لیے اس وقت تک نہیں بیٹھا جب تک صحیح احادیث کا سقیم سے امتیاز نہیں کر لیا۔ اہل الرائے کی کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کر لیا اور بصرہ کی کل احادیث کا استقصا نہیں کر لیا۔

حاشد بن اسمٰعیل کہتے ہیں کہ اہلِ علم امام بخاریؒ کا راستہ روک لیتے اور انھیں مجبور کرتے کہ

وہ احادیث املا کرائیں۔ امام فربری کہتے ہیں کہ امام صاحب سے بلا واسطہ نوّے ہزار محدثین نے صرف صحیح بخاری سنی۔ آپ کے درس میں آپ کے قدیم شیوخ آکر زانوئے تلمذ طے کرتے اور آپ کی تقریریں ضبط کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے صاحب علم اور ائمہ فن جنھیں امام بخاریؒ سے ہمسری کا دعویٰ تھا آپ کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر مستفید ہوتے رہے۔ بڑے بڑے شیوخ آپ کے بارے میں نہایت بلند آراء رکھتے تھے۔ ابوالطیب حاتم بن منصور کہتے ہیں کہ امام بخاری بصیرت علمی اور علوم میں تبحر کی وجہ سے خدا کی ایک نشانی ہیں۔

تصنیفات و تالیفات

امام بخاریؒ کی تصنیفات بے شمار ہیں اور ایک ایک تصنیف نہایت وقعت و وثوق کی نگاہ سے دیکھا گئی ہے۔ قطع نظر تواتر و شہرت کے آپ کی تصنیفات کا سلسلہ سند آپ تک ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں طریقوں سے ملتا ہے جو ہر طرح صحت کا حامل ہے۔ آپ کی تصنیفات کی اجمالی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ التاریخ الکبیر: یہ فن رجال کی کتاب ہے ۔ جس میں زیادہ تر سلسلہ رواۃ تلمذ اور سماعت کا ذکر ہے۔ امام صاحب نے اپنی عمر کے اٹھارھویں برس چاندنی راتوں میں مسجد نبویؐ میں منبر کے پاس بیٹھ کر یہ تاریخ لکھی۔ اس کتاب کی نسبت ابن عقدہ کہتے ہیں کہ اگر لوگ ۳ ہزار احادیث بھی لکھیں تو بھی اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ یہ تاریخ الرجال میں بحیثیت جامعیت منفرد کتاب ہے۔

۲۔ التاریخ الاوسط: یہ بھی فن رجال کی کتاب ہے۔ اس کا قلمی نسخہ جرمنی کے سرکاری کتب خانہ میں تھا۔

۳۔ التاریخ الصغیر۔ یہ فن رجال میں بے مثل تصنیف ہے ۔ اس میں مشاہیر صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے سنوات وفات و نسب و لقا کا ذکر ہے اور اکثر جرح و تعدیل کی گئی ہے۔

۴۔ الجامع الکبیر۔ یہ حیدر آباد دکن سے ۸ جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔

۵۔ کتاب الضعفاء الصغیر: حروف تہجی کی ترتیب سے ضعیف راویوں کے نام گنوائے ہیں اور وجہ تضعیف اور راوی کے تلمذ کا بھی ذکر کیا ہے۔

۶۔ المسند الکبیر، ۷۔ التفسیر الکبیر، ۸۔ کتاب الہبہ، ۹۔ خلق افعال العباد، ۱۰۔ اسامی الصحابہ، ۱۱۔ کتاب الوحدان، ۱۲۔ کتاب المبسوط، ۱۳۔ کتاب العلل، ۱۴۔ کتاب الکنیٰ۔

۱۵- کتاب الفوائد، ۱۶- الادب المفرد، ۱۷- جزء رفع الیدین، ۱۸- جزء قرأت خلف الامام۔
۱۹- کتاب الاشربہ، ۲۰- قضایا الصحابہ والتابعین، ۲۱- کتاب الرقاق، ۲۲- برالوالدین۔
۲۳- الجامع الصغیر فی الحدیث وغیرہم۔

تدوینِ حدیث

امام بخاریؒ نے اگرچہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ علمِ حدیث کی بے حد خدمت کی۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ براہِ راست آپ سے مستفیض ہوئے اور امت کے استفادہ کے لیے حدیث اور رجال پر سینکڑوں تصانیف آپ نے یادگار چھوڑیں لیکن اس سلسلے میں آپ کا سب سے بڑا کارنامہ جس کی بنا پر آپ کو امام المحدثین اور امیر المومنین فی الحدیث کے القاب حاصل ہوئے، آپ کی مشہور تالیف صحیح بخاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کی بدولت جو رتبہ و شرف آپ کو حاصل ہوا، وہ نہ آپ سے پہلے کسی محدث کو میسر ہوا - اور نہ آپ کے بعد کسی کو مل سکا۔ آج تک صحت و جامعیت کے اعتبار سے حدیث کی کوئی کتاب ایسی نہیں جو صحیح بخاری کے مقابلہ پر پیش کی جا سکے اور آج اس روئے زمین پر اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلانے کی اگر مستحق ہے تو وہ صرف صحیح بخاری ہے۔

سببِ تالیف صحیح بخاری

یوں تو کتابتِ حدیث کا سلسلہ صحابہ کرامؓ کے دور ہی سے چل پڑا تھا۔ بلکہ بعض صحابہؓ نے تو آنحضرتؐ کے عہدِ مبارک ہیں آپؐ کی اجازت سے کتابتِ احادیث شروع کر دی تھی۔ لیکن تابعینؒ اور تبع تابعین کے دور میں اس سلسلہ کو مزید ترقی ہوتی اور احادیث کے مجموعے تیار کیے جانے لگے۔ اسی زمانہ میں اسلام کا دائرہ وسیع ہو گیا اور ہر قسم کے لوگ اس کام میں شریک ہونے لگے۔ کذابین و وضاعین من گھڑت روایات کو احادیثِ نبویؐ میں شامل کرنے لگے۔ لہٰذا اس دور میں احادیث کی چھان پھٹک اور صحیح احادیث کی جمع و تدوین کی اشد ضرورت پیدا ہو گئی۔

ایک روز امام بخاریؒ اپنے شیخ اسحٰق بن راہویہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ انھوں نے فرمایا کاش تم میں سے کوئی صحیح احادیث کو ایک مختصر کتاب میں جمع کر دیتا۔ یہ بات امام بخاریؒ کے دل میں بیٹھ گئی۔ اور آپ نے اپنے استاد کی خواہش کو پورا کرنے کا عزم کر لیا۔ انہی دنوں امام بخاریؒ نے

خواب دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھڑے ہیں اور پنکھے سے مکھیوں کو آپؐ سے ہٹا رہے ہیں۔ معبّرین نے اس کی تعبیر یہ کی کہ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی احادیث کی نسبت کو دفع کریں گے۔

امام بخاریؒ پہلے روایت و درایت کے اعتبار سے حدیث کی صحت کا یقین کرتے پھر استخارہ کرتے۔ تب جاکر اُسے اپنی کتاب الصحیح میں درج کرتے۔ اس طرح آپ کو اس تالیف میں سولہ برس کا عرصہ لگا۔ آپ سے منقول ہے کہ آپ ہر حدیث کو اپنی کتاب الصحیح میں درج کرنے سے پہلے غسل کرتے، دو رکعت نماز ادا کرتے اور جب تک کسی حدیث کی صحت کا کامل یقین نہ ہو جاتا، اس کو اپنی کتاب میں درج نہ کرتے۔

کتاب الصحیح کی تالیف میں آپ نے یہ بات پیشِ نظر رکھی کہ تمام مجموعہ احادیث میں سے ان احادیث کو منتخب کیا جائے جن کی صحت و قبولیت پر تمام محدثین کا اتفاق ہو۔ اسی وجہ سے آپ نے اپنی اس تالیف کا نام الجامع الصحیح رکھا۔ ابوجعفر عقیلی نے نقل کیا ہے کہ امام صاحب نے اسے تالیف کر کے ان شیوخ زمانہ کے سامنے اس کو پیش کیا جن کا تقویٰ اور فضل و کمال مسلم تھا۔ سب نے اس کتاب کو پسند کیا اور اس کی صحت کی شہادت دی۔

شرائط بخاری

امام ابوعبداللہ حاکم کا بیان ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الصحیح کی سند احادیث کے لیے یہ شرط کی ہے کہ ہر صحابی سے دو مشہور تابعیوں نے حدیث روایت کی ہو اور ہر تابعی سے دو دو راوی ثقہ، عادل، ضابطہ، جامع شروط صحت نے روایت کی ہو۔ اسی طرح ہر طبقہ میں کم از کم دو راوی ایسے رہے ہوں، جن کی عدالت، ضبط اور ثقاہت ائمہ کے نزدیک مسلم ہو۔ مگر امام حاکم کا یہ قول بخاری کی تمام احادیث پہ پورا نہیں اُترتا، بلکہ بہت سی مستند احادیث میں یہ شرط ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ بعض جگہ ایک ہی صحابی سے صرف ایک ہی مشہور تابعی نے روایت کی ہے۔ البتہ امام حاکم کا یہ قول تابعین سے نچلے درجہ کے رواۃ کے متعلق درست نظر آتا ہے۔ اس لیے دوسرے ائمہ و محدثین نے اس شرط سے اتفاق نہیں کیا بلکہ انھوں نے صحیح بخاری کی احادیث کے لیے ذیل کی شروط تسلیم کی ہیں:

۱۔ سب راویانِ حدیث صحابی تک بالاتفاق ثقہ ہوں یعنی عدالت، ضبط اور حفظ و اتقان

میں مسلّم ہوں۔

۲۔ سلسلۂ رواۃ میں کسی طبقہ میں انقطاع نہ ہو، بلکہ سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔

۳۔ اگر روایت معنعن ہو تو راوی کا اپنے شیخ سے لقا ضرور ثابت ہو۔

۴۔ حدیث کی صحت و قبولیت پر ائمہ حدیث کا اتفاق ہو۔

۵۔ حدیث علت و شذوذ سے خالی ہو اور رواۃ اعلیٰ طبقہ کے ہوں۔

یہی وہ اصول و شرائط ہیں جن پر امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الصحیح کو مدوّن کیا۔ اور اسے وہ مرتبہ حاصل ہوا جو حدیث کی کسی دوسری کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے احادیث نبویؐ کو جس تحقیق و تنقید کے ساتھ جمع کیا ہے اس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور آپ نے اس سلسلہ میں اپنی محنت و جانفشانی اور خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر امّتِ مسلمہ پر ایسا احسانِ عظیم کیا ہے جسے آنے والی نسلیں کبھی فراموش نہیں کر سکتیں۔

رتبۂ صحیح بخاریؒ

چونکہ صحیح حدیث کے درجات و مراتب میں فرق ہے اور بعض صحیح احادیث دوسری صحیح احادیث کی نسبت زیادہ صحیح ہیں۔ اسی طرح صحیحین کی احادیث میں بھی بلحاظ صحت تفاوت ہے۔ جس حدیث کی تخریج شیخین یعنی بخاریؒ و مسلمؒ نے بالاتفاق کی ہے وہ اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اس کے بعد اس حدیث کا درجہ ہے جس کی تخریج امام بخاریؒ نے کی ہے اور پھر اس حدیث کا درجہ ہے جس کی صرف امام مسلمؒ نے تخریج کی ہے۔

صحیحین کی احادیث میں یہ اختلافِ مراتب اس وجہ سے ہے کہ صحیحین کی مقبولیت پر تمام علماء کا اتفاق ہے لیکن دونوں میں سے کس کو کس پر ترجیح دی جائے، اس میں اختلاف ہے۔ عام مشائخ حدیث کے نزدیک یہ امر طے شدہ ہے کہ صحیح بخاری باقی تمام کتب احادیث پر مقدم ہے اور سب سے اوّل درجہ پر ہے۔ یہاں تک کہ اس بارہ میں یہ مقولہ زبان زد عام ہو گیا ہے کہ "اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری الجامع الصحیح للبخاری" (قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب امام بخاریؒ کی الجامع الصحیح ہے)

البتہ بعض مشائخ مثلاً ابو علی نیشاپوری نے صحیح مسلم کے بارے میں یہ کہا ہے کہ اس آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے کوئی کتاب زیادہ صحیح نہیں ہے۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس قول میں یہ صراحت نہیں ملتی کہ صحیح مسلم

صحیح بخاری سے زیادہ صحیح ہے۔ اس میں صرف اس کتاب کے وجود کی نفی کی گئی ہے جو مسلم سے اصح ہو۔ لیکن اس کے مساوی کتاب سے انکار نہیں کیا گیا۔ اسی طرح بعض علمائے مغرب نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت دی ہے لیکن یہ فضیلت صحت کی بنا پر نہیں، بلکہ حسنِ سیاق اور ترتیب و تبویب کی عمدگی کی بنا پر ہے صحت کے لحاظ سے صحیح بخاری، صحیح مسلم سے افضل ہے کیونکہ جن صفات و شرائط پر مدارِ صحت ہے، وہ صحیح بخاری میں صحیح مسلم کی نسبت زیادہ اتم و اشد اور قوی ترپختہ ہیں، چنانچہ امام بخاریؒ کے نزدیک اتصالِ سند میں راوی کا مروی عنہ سے لقا ضروری ہے جبکہ امام مسلمؒ کے نزدیک صرف ہم عصر ہونا کافی ہے۔ اسی طرح عدالت و ضبط میں امام بخاری کے رواۃ کو امام مسلم کی رواۃ کی نسبت فضیلت حاصل ہے اور ان کے رجال مقابلتہً بہت کم قابلِ جرح و طعن ہیں۔

مقبولیتِ صحیح بخاری

خدمتِ حدیث میں امام بخاریؒ کا یہ کارنامہ ایسا ہے کہ ائمہ محدثین میں سے کسی اور کی کتاب کو وہ شرف و بقا حاصل نہیں ہوا جو صحیح بخاری کو حاصل ہوا ہے۔ ہر زمانہ اور ہر دور میں عالم اسلام کی اکثریت نے اس کتاب پر اعتماد کیا ہے۔ خود امام صاحبؒ کی زندگی ہی میں علمائے وقت نے اس کی صحت کی شہادت دی اور اس کی فضیلت کا اقرار کیا۔

امام بخاریؒ کی الجامع الصحیح کے رتبہ و مقبولیت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ ہر زمانہ اور ہر دور کے علما نے اس کی شرحیں حواشی اور تراجم لکھے جن کی تعداد سیکڑوں تک جا پہنچتی ہے حقیقت یہ ہے کہ صحیح بخاری کی جو شرحیں اور اس سے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کا استقصا ایک دشوار امر ہے۔ تاہم شارحین بخاری میں شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن احمد العینی، امام جلال الدین سیوطی، شیخ شہاب الدین الخطیب القسطلانی خاص طور پہ قابلِ ذکر ہیں۔

المختصر امام بخاریؒ کا مقام ائمہ محدثین میں نہایت بلند ہے۔ آپ کی خدماتِ حدیث ناقابلِ فراموش ہیں اور آپ کی تالیف اور سرمایہ زندگی "الجامع الصحیح" اُمتِ مسلمہ پر ایک عظیم احسان ہے جس کا بدلہ کبھی چکایا نہیں جا سکتا۔